اداریہ

ماہ محرم الحرام اور خواہشات یہود

اللہ تعالیٰ نے کائنات تخلیق کر کے اس میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا۔ ان میں سے انبیاء کرام کو سب پر فوقیت دی۔ ایسے ہی اور بہت سی اشیاء ہیں جن کو اپنی جنس پر برتری حاصل ہے یہ بعض کو بعض پر فوقیت کا مسئلہ کائنات کو پیدا کرنے والا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے ہاں وہ کیا پیمانہ ہے جس بناء پر یہ سبقت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں بے شمار مخلوق پیدا کی ہے۔ وہاں ماہ و سال بھی اس کی تخلیق ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا اور ان میں درجہ بندی فرمائی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

”ان عدة الشهور عندالله اثنا عشرشهراً فی کتاب الله یوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیهن انفسکم و قاتلوا المشرکین کافة کما یقاتلونکم کافة واعلموا ان الله مع المتقین.“ (التوبہ آیت ۳۶)

ان میں چار ماہ حرمت والے ہیں۔(۱) رجب (۲) ذی القعدہ (۳) ذی الحجہ اور (۴) محرم الحرام 'ان کو باقی آٹھ مہینوں پر اس لحاظ سے فضیلت ہے کہ ان میں جنگ و جدل اور فسق و فجور کی شدت سے ممانعت ہے۔ البتہ اگر مشرکین جنگ پر مجبور کریں تو پھر مکمل آزادی اور بھرپور معرکہ سرانجام دینا مسلمانوں کا فرض ہے۔

اسی طرح حدیث میں رمضان المبارک کی اہمیت اور فضیلت کا تذکرہ ملتا ہے اور بارہ مہینوں میں افضل ترین مہینہ رمضان شریف کا ہے۔ جس میں قرآن کا نزول ہوا۔ بلکہ اس ماہ مبارک کے آخری عشرے میں ایک رات ایسی بھی ہے۔ جو لیلۃ القدر سے موسوم ہے۔ جس میں عبادت کا درجہ ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے اور عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت کا ذکر احادیث میں آتا ہے اس میں عبادت اور روزے رکھنا افضل ترین درجہ رکھتا ہے۔ جمعۃ المبارک کی فضیلت سے کس کو انکار ہے۔ ہفتے کے سات دنوں میں سب سے اعلیٰ اور ارفع جمعہ کا دن ہے۔ ایسے ہی محرم کی دسویں تاریخ یعنی یوم عاشورہ کی اہمیت اور فضیلت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا۔

مذکورہ تمام ایام یا مہینے جن کو بعض پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور وہی قادر مطلق یہ حق رکھتے ہیں کہ ایسا کریں اور اس کی مخلوق میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی اور خواہش پر جسے چاہے بلند درجہ عطا کر دے اور نہ ہی اس کی اس درجہ بندی کو کوئی حیثیت حاصل ہے۔ وہ محض ایک فریب ہے۔

شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ وحی کا نزول بند ہو چکا ہے۔ اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہو گا۔ جو مقام و مرتبہ بعض کو بعض پر حاصل ہونا تھا ہو چکا۔ اب اس میں ترمیم یا اضافہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ اب کسی شخص خواہ وہ کتنے بلند مقام پر فائز کیوں نہ ہو۔ یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کسی مہینے یا دن کو فضیلت دینے کا اعزاز اپنے ہاتھ میں لے۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے۔ یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ اس میں جنگ و جدل' فسق و فجور کی سخت ممانعت ہے۔ علاوہ ازیں بھی اس مہینے میں بعض واقعات ایسے ہیں جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فضیلت ذکر کی ہے۔ جس کا تذکرہ

احادیث میں ملتا ہے۔

انسان کو اپنی امیدوں اور خواہشات کی تکمیل پر سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ جس پر اسی ذات کا شکر گزار ہونا چاہئے جو انسانی تمناؤں کو پورا کرتی ہے اور مسلمان کی سب سے بڑی خوشی اسی میں ہے۔ جب دشمنان اسلام مغلوب ہوں اور مسلمان فتح مند ہوں اور دشمن ملیامیٹ ہو۔ اس محرم کے مہینے میں دو دن ایسے ہیں جب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے بڑے دشمنوں سے نجات دی۔ ان میں سے ایک یوم عاشورہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی اور دوسرا یوم الھجرۃ ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

دس محرم کو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر فلسطین کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور فرعون ان کا پیچھا کرتا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ اور ان کی قوم خیر وعافیت دریا پار کر جاتے ہیں۔ جب کہ فرعون اور اس کا لشکر غرق آب ہوتا ہے۔ بلا شبہ یہ دن بڑا مبارک ہے۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس دن کی رعایت میں اس کی تعظیم کریں۔ جس کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادت میں روزہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ حدیث میں ہے:

الصوم لی و انا اجزی بہ ۔

گویا عبادتوں میں روزے کی فضیلت اور دنوں میں دس محرم یہ دو فضیلتیں یکجا ہو جاتی ہیں۔ رمضان المبارک کی فرضیت سے قبل دس محرم کا روزہ فرض تھا اور یہ شکرانے کے طور پر رکھا جاتا تھا۔ رمضان المبارک کی فرضیت کے بعد یہ سنت قرار پایا۔ صحیح مسلم میں ہے:

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا۔ کہ یوم عاشورہ کا روزہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا:

"احتسب علی اللہ ان یکفرا لسنۃ التی قبلہ" گذشتہ سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور یہ بھی سنت ہے کہ عاشورہ کے روزہ کے ساتھ نویں یا گیارویں کا روزہ بھی رکھے۔ کیونکہ یوم عاشورا کا روزہ یہودی بھی رکھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

خالفو الیھود و صوموا یوماً قبلہ و یوماً بعدہ او بعدہ یوماً۔

ماہ محرم میں دوسری مسرت اس دن مسلمانوں کو نصیب ہوئی جب آپؐ نے ہجرت فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت بڑی نصرت تھی۔ جس سے مسلمانوں کو نوازا گیا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

"الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین ازھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن ان للہ معنا فانزل اللہ سکینۃ علیہ و ایّدہ بجنودہ لم تروھا و جعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللہ ھی العلیاء واللہ عزیز حکیم۔"

ہر صاحب علم اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک ماہ محرم میں اس کے علاوہ اور کوئی عمل نہ کیا اور نہ ہی اس کے علاوہ اس کی فضیلت ذکر کی۔

لیکن آپ کی رحلت کے بعد محرم کے حوالہ سے بے شمار باتیں اس سے منسوب ہوئیں اور ان کا ذکر بڑی شد و مد کے ساتھ کیا جانے لگا۔

اور بعد میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی آڑ میں جو بدعات اور غلط رسمیں رائج ہوئیں ان کی اس قدر فضیلت بیان کی جانے لگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے جو فرمایا تھا اس کو ثانوی حیثیت دی جانے لگی۔ آپ نے تو دس محرم کو روزہ رکھنے کی تلقین کی لیکن اب قوم اس دن پانی، دودھ کی سبیلیں لگاتے ہیں اور لنگر تقسیم کیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں یہ یہودی سازش ہے اور عمداً اس دن روزہ رکھنے کی بجائے مفت کھانے تقسیم کیئے جاتے ہیں۔ چونکہ آپ نے تو یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے بھی جواباً یہ کارروائی بعض اپنے گماشتوں کے ذریعے کروائی۔

اور اب حالات یہ ہیں کہ جن مہینوں کی حرمت یا فضیلت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ انہیں بہت کم لوگ جانتے ہیں اور من گھڑت اور جھوٹ، فریب پر مبنی فضائل پر لوگ مکمل یقین کرتے ہیں اور پورے اہتمام کے ساتھ ان بدعات اور خرافات پر عمل پیرا ہیں۔

جن کا اسلام اور اس کی تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔

اسلامی سال کا آغاز اب انتہائی فرسودہ انداز سے کیا جاتا ہے۔ محرم کا چاند نظر آتے ہی ماتم شروع ہو جاتا ہے۔ سیاہ لباس زیب تن کیا جاتا ہے اور دس دن آہ وزاری میں گزارے جاتے ہیں اور اسلام کے زعماء اور قابل قدر قائدین پر تبرع کیا جاتا ہے۔ وہ کام جو یہود کرتے تھے اب اپنے نمائندوں اور گماشتوں سے کرواتے ہیں اور حقیقت میں یہ اسلام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔

بد قسمتی سے پاکستان میں ان لوگوں کو حکومت کی مکمل سر پرستی حاصل ہے۔ تمام سرکاری ذرائع ابلاغ حتی کہ اخبارات ایک ہی راگ الاپتے ہیں اور اسلامی سال کا آغاز ہوتے ہی پورے ملک میں سوگ طاری ہو جاتا ہے اور پوری حکومت پریشان ہوتی ہے۔ ایک ماہ قبل ہی منصوبہ بندی شروع ہو جاتی ہے کہ محرم کس طرح پر سکون گزر جائے۔ کوئی ناخوشگوار واقع نہ ہو جائے۔ ملک میں ہنگامی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ پولیس' خفیہ سرکاری ادارے' رینجرز اور پاک افواج کے دستے متحرک ہو جاتے ہیں اور ملک میں کرفیو کی حالت نافذ ہوتی ہے اور قیام پاکستان سے لے کر اب تک یہ صورت حال موجود ہے بلکہ دن بدن اس میں شدت پیدا ہو رہی ہے اور ان بدعتی اور خلاف اسلام عناصر کو تقویت حاصل ہو رہی ہے۔ چونکہ حکومت ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور پر امن رہنے کی تلقین کرتی ہے۔

کاش اس ملک میں شریعت کا بول بالا ہوتا اور اسلامی قوانین کو سپریم لاء کی حیثیت حاصل ہوتی اور تمام حالات واقعات کا صحیح کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا۔ تو کسی بدعتی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ اسلامی سال کے آغاز پر ماتمی ماحول پیدا کرتا اور تعزیئے نکالتا اور اس حرمت اور تعظیم والے مہینے میں تبرع بازی کرتا' فحاشی اور متعہ کو فروغ دیتا۔ ہم اس اسلامی سال کے آغاز پر ان تمام بدعات وخرافات کی شدید مذمت کرتے ہیں اور یہودی ایجنٹوں کو بھی متنبہ کرتے ہیں کہ وہ اسلامی سال کا آغاز یہودیوں کی امنگوں اور خواہشوں کی تکمیل میں ماتمی جلوسوں کے ساتھ نہ کریں۔ بلکہ اسلام کے صحیح پیغام بھائی چارے' اخوت ومحبت' رواداری' مودت اور خیر خواہی کے جذبے سے کریں۔

ہم حکومت کو دراصل ان غلط روایات کے فروغ کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ جنھوں نے اپنی ذمہ داری پوری نہ کی اور کتاب وسنت کی روشنی میں غلط اور صحیح کی نشاندہی نہیں کی۔ بلکہ انہیں اجازت دے کر انہیں مکمل تحفظ بھی فراہم کیا۔

اس لئے ہماری گزارش ہے کہ اب سابقہ روایات کو ختم ہونا چاہئے اور اس تعلیم یافتہ دور میں اسلام کی صحیح عکاسی ہونی چاہئے۔ سال کا آغاز اسی انداز اور طریقے سے ہونا چاہئے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور خلفاء راشدین کے دور میں ہوتا رہا اور تحدیث نعمت کے طور پر شکرانے کے روزے رکھے جائیں اور تمام بدعات وخرافات پر مکمل پابندی لگائی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا عبدالعظیم خان آف پشاور کا سانحہ ارتحال

یہ بات جماعتی حلقوں میں نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پشاور کے ممتاز بزرگ اور رہنما مولانا عبدالعظیم خان 23 فروری کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم بہت صالح اور نیک تھے۔ کتاب وسنت کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے تھے۔ پوری زندگی دین کی سربلندی کے لئے وقف کی اور اسلام کے فروغ کیلئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ نہایت بااخلاق اور ملنسار تھے۔ بے حد مہمان نواز اور محبت کرنیوالے تھے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ساتھ یوم اول سے منسلک تھے اور تمام سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ ان کی وفات کا علم ابھی ہوا۔ جس کا بے حد افسوس ہے کہ ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ ادارہ جامعہ اساتذہ اور طلبہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن نے ان کی خدمات کو سراہا اور ان کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔